شلوک

شیخ بابا فرید گنج شکرؒ

بمعہ

تشریح

ترتیب و تشریح خالد حسین۔ سیرا سنگھ

★شایع کردہ★
وں و کشمیر پنجابی ساہت سبھا، مائیسمہ بازار سرینگر

شیخ بابا فرید گنج شکر

بمعہ تشریح ★

ترتیب و تشریح ★

خالد حسین ★ پروفیسر سیوا سنگھ ★

● شائع کردہ
جموں کشمیر پنجابی ساہت سبھا مائسمہ بازار سری نگر ★

مطبوعہ ● مرکنٹائل پریس سرینگر

کتابت ● محمد صدیق
(راہ بابا صاحب نوا کدل) سری نگر

قیمت : پچاس پیسے

باباشیخ فریدالدین مسعود گنجشکرؒ

ہندوستان میں متعدد روحانی سلاسل جاری رہے ہیں۔ ان سلاسل میں سب سے زیادہ مقبولیت سلسلۂ چشتیہ کو حاصل ہوئی ہے۔ اس کی داغ بیل تو شیخ ابو اسحاق شامیؒ نے ۹۶۰ء میں ڈالی تھی۔ لیکن اس کو پروان چڑھانے اور پھیلانے کا کام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے انجام دیا۔ اس سلسلۂ مقدسیہ کی اہم کڑی خواجہ اجمیریؒ کے پیر مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے شروع ہوتی ہے جو ایک بار ہند بھی آئے، اور جن کے حکم پر خواجہ بندہ نوازؒ ہندوستان تشریف لائے حضرت خواجہ اجمیریؒ نے اپنے مرید کامل حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو سلسلۂ چشتیہ کی گدی کا جانشین مقرر کیا۔ اور دہلی میں قیام کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ خواجہ بختیار کاکیؒ نے اپنے مرید حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کو چشتی سلسلہ کی گدی سونپی۔

خواجگان چشتیہ کے یہ نامور بزرگ اور پنجابی ادب کے بابا آدم ۵۶۹ ہجری بمطابق ۱۱۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۹۵ سال کی لمبی عمر پاکر ۶۶۴ ہجری مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۲۶۵ء میں وفات پا گئے۔ "جواہر فریدی" میں آپکی ولادت کا سن ۱۱۷۴ء بتایا گیا ہے اور وصال کی عمر ۹۳ سال دی گئی ہے۔ "فوائد الفوائد" میں باباجی کے انتقال کی تاریخ ۵ محرم دی گئی ہے۔ پاک پٹن ضلع ساہیوال یا منٹگمری، مغربی پنجاب (پاکستان) میں اب بھی بابا فریدؒ کے مزار پر ہر سال ۵ محرم کے روز ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔

"جواہر فریدی"، "سیر الاولیا"، "فوائد الفوائد" اور دوسرے تذکروں کے مطابق بابا فرید کے آباؤ اجداد کابل کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جب انکی وہاں حکومت نہ رہی اور ان پر قافیۂ حیات تنگ کیا جانے لگا تو حضرت بابا فرید کے دادا قاضی شعیب اپنے تین فرزندوں اور تمام عزیز و اقارب کو ہمراہ لیکر لاہور تشریف لائے۔ حکومت وقت نہایت تعظیم سے پیش آئی اور انھیں ضلع "کھوتی وال" جسے "چاولی مشائخ" بھی کہتے ہیں کا قاضی مقرر کر دیا۔ "کھوتی وال" آجکل ملتان کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ چنانچہ اسی گاؤں میں مسعود ابن بابا شیخ فرید الدین مسعود گنجشکرؒ بی بی قاسمہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولانا جمال الدین ...

تھا۔ اور بعض تذکروں کے مطابق کمال الدین سلیمان۔ آپ کی والدہ نیک سیرت خاتون تھیں۔ جنکی پاکباز زندگی نمونہ
کے لئے مشعل راہ تھی۔ چنانچہ دین سے لگاؤ، باعمل اور پاکیزہ زندگی مسعود کو اپنی ماں سے ورثے میں ملی۔
تعلیم و تربیت کی غرض سے مسعود کو ملتان کے بڑے دینی مدرسہ میں داخل کرایا گیا۔ آپ نہایت ذہین تھے
تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور عربی و فارسی کی کتب پڑھیں۔ ملتان ان دنوں علماء کا مرکز تھا۔ چنانچہ آپ ملتان
کے جلیل القدر علماء سے تکمیل علوم و فنون میں مشغول ہو گئے۔ ایک روز اتفاقاً آپکی ملاقات حضرت قطب الدین بختیار
کاکیؒ سے ہوئی۔ آپ نے خواجہ کاکیؒ کی تاباں اور درخشاں پیشانی دیکھی۔ اور اپنا سر ان کے قدموں پر ڈال دیا۔ کاکیؒ نے
سر اٹھا کر سینہ سے لگایا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ بیعت کے بعد جب پیر و مرشد دہلی جانے لگے تو مرید نے بھی دہلی
جانے کی تمنا ظاہر کی۔ لیکن مرشد نے تکمیل علوم و فنون کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: بے علم درویش نہایت خطرناک اور
نقصان دہ ہوتا ہے۔

تکمیل علوم کے بعد آپ نے ہندوستان سے باہر کئی ملکوں کی سیاحت کی۔ اور کئی اولیاء اللہ اور علماء سے ملاقاتیں کیں۔ سفر
سے واپسی پر سیدھے دہلی اپنے پیر و مرشد کے پاس تشریف لے گئے۔ مرشد نے آپکو ایک الگ حجرہ دے دیا۔ اس طرح آپ تربیت
باطنی اور اصلاح میں مصروف ہو گئے۔ عشق روحانی کے یہ باعمل مسافر نفس کشی کرتے رہے۔ کئی کئی روز لگاتار روزہ رکھتے۔ راتوں
کو جاگ کر اور عبادت میں مصروف رہ کر اپنے مرشد کامل کی نظر عنایت کے طلبگار رہے۔ لیکن مرشد اپنے مسکن میں ہی گوشہ نشین
رہے۔ مرید تڑپ اٹھے ؎ فریدا تن سکا پنجر تھیا تلیاں کھونڈیں کاگ + اجے سو رب نہ بوہڑیا دیکھو بندے کے بھاگ
عاشق صادق کی ثابت قدمی دیکھ کر آخر کاکیؒ کھچے آئے۔ مہر و شفقت سے بھری نظر آپ پر ڈالی۔ مسعود کو گلے لگایا۔ اور فرید الدین و
ملت بنا دیا۔ سارے پردے چاک ہو گئے۔ دل منور ہوا۔ اور بابا فریدؒ مستی میں کہہ اٹھے ؎

فریدا جنگل جنگل کیا بھوے ون کنڈا موڑے ———— وسی رب ہیالیئے جنگل کیا ڈھونڈے

پیر و مرشد کے وصال کے بعد پہلے آپ ہانسی تشریف لے گئے۔ لیکن بعد ازاں اجودھن یا اجودھن میں مستقل طور پر سکونت
اختیار کر لی۔ اجودھن بابا جیؒ کی برکت سے بعد میں پاک پٹن کہلایا۔ پاک پٹن میں آپ کے قیام کی وجہ سے پنجاب و سندھ کے صوبوں
میں تبلیغ اسلام میں کافی مدد ملی۔ آپکی زندگی معرفت، طریقت اور تصوف کی معراج تھی۔ آپ نے دنیا داری میں رہتے ہوئے
دنیاوی لالچ اور برائیوں سے منہ موڑا۔ ایک بار سلطان ناصر الدین آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ آپکی صحبت سے اس قدر
متاثر ہوا کہ چند گاؤں کا فرمان اور کافی رقم دیکر ایک وزیر کو بھیجا۔ آپ نے جواباً فرمایا: "فقراء مستحقوں کو دو۔ ہمارے خواجگان چشت
نے ان چیزوں سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔" ———— بابا فریدؒ ایک کامل درویش تھے۔ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے دور

تھے۔ آپ نے تین شادیاں کیں۔ آپ کے نکاح میں خاندانِ غلاماں کے بادشاہ غیاث الدین بلبن کی صاحبزادی بی بی ہزیرہ بھی تھیں جنکے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بعض تذکروں کے مطابق نو بچے پیدا ہوئے۔ لڑکوں کی اولاد خوب پھیلی۔ چنانچہ درگاہ نظام الدین، اولیاء دہلی کے جتنے بھی پیرزادے ہیں، وہ سب آپکی اولاد میں سے ہیں ——— آپ کے دورِ حیات میں مفلسی اور شخصی بربریت نے دیش کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اس حالت کو آپ یوں بیان کرتے ہیں۔

فریدا کِناں آٹا اگلا کِناں ناہیں لُون
اگے گئے سیانینس چوٹاں کھاسی کون

"خیر المجالس" کے مطابق آپنے تین کتابیں لکھیں۔ جن میں آپکا صوفیانہ کلام درج تھا۔ آپنے اپنی مادری زبان پنجابی کے علاوہ فارسی اور عربی میں بھی اشعار کہے ہیں۔ پنجابی میں تو آپ ہی پہلے صاحبِ دیوان صوفی شاعر گزرے ہیں۔ چنانچہ پنجابی قوم آپکو اپنے موتیوں بھرے ادبی خزانے کا بابا آدم مانتی ہے۔ آپنے آج سے پورے آٹھ سو سال پہلے پنجابی میں الٰہی ترانے گائے۔

کن میّلے اصوف گل دِل کاتی گڑ وات ———
باہر دسے چانناں دِل اندھیاری رات

اِتنا زمانہ گزرنے پر بھی آپکا شیریں کلام پنجابیوں کے دِلوں سے دُور نہیں ہوا۔ پنجابیوں نے آپکے کلام کو اپنی روح کی غذا بنا دیا ہے۔ چنانچہ گورو گرنتھ صاحب میں بھی "شلوک شیخ فرید کے" کے عنوان کے تحت بابا فریدؒ کے ۱۱۲ شلوک اور چار شبد دیئے گئے ہیں دو شبد راگ آسا میں اور دو راگ سوہی میں ملتے ہیں۔ جنھیں ہمارے سکھ بھائی ہر روز کیرتن کی صورت میں گاتے ہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں دیئے گئے آپکے کلام سے متعلق پنجابی دنیا میں کافی بحث و مباحثہ رہا ہے۔ کچھ محقق اس کلام کو شیخ فرید گنج شکر کا بتاتے ہیں اور کچھ اسے بابا جیلانی کہتے رہے ہیں۔ لیکن تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کلام شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا ہی ہے۔ "پنجابی ساہت دا اتہاس حصّہ اوّل" نامی کتاب میں اسکا تفصیل سے ذکر ہے۔ بابا فریدؒ کے کچھ اقوالِ زرّیں بھی ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ جاہل و نادان کو زندہ خیال نہ کرو۔ ۲۔ موت کو کبھی اور کسی بھی جگہ نہ بھولو۔ ۳۔ نفس کو مال و دولت کے لئے ذلیل نہ کرو۔ ۴۔ جب اہلِ دولت کیساتھ بیٹھو تو دین کو فراموش نہ کرو۔ ۵۔ اپنے عیب پر ہمیشہ نظر رکھو۔ ۶۔ اگر عزّت و سر بلندی کے طالب ہو تو مفلسوں اور شکستہ دِلوں کے پاس بیٹھو۔ ۷۔ اگر تمہیں آسودگی و آسائش کی ضرورت ہے تو حسد نہ کرو۔ ۸۔ جو تم سے ڈرتا ہے اُس سے ڈرو۔ ۹۔ اپنے خاندان کی حرمت و عزّت محفوظ رکھو۔ ۱۰۔ باطن ظاہر سے عمدہ اور بہتر رکھو۔ وغیرہ

اِس کتابچہ میں ہم نے بابا فریدؒ کے جس پنجابی کلام کی تشریح کی ہے۔ وہ گورو گرنتھ صاحب سے لیا گیا ہے ہم بابا جیؒ کے آٹھ سویں سن ولادت پر اُن کے کلام کے کچھ حصّہ کو آپ تک پہنچانے میں خوشی محسوس کر رہے ہیں۔

خالد حسین

۱۔ جت دھیاڑے دھن وری ساہے لیئے لکھائے
ملک جے کنی سنی دا مونہہ دکھالے آئے
جند نمانی کڈھیئے ہڈاں کوں کڑکائے
ساہے لکھے نہ چلنی جندو کوں سمجھائے
جند وہٹی مرن ورلے جاسی پرنائے
آپن ہتھی جول کے کیئے گل لگے دھائے
والوں نکی پُر سلاط کنی نہ سنیائے
فریدا کڑی پوندی کھڑا نہ آپ مہائے

رُوح کی دُلہن کو موت کے فرشتے سے بیاہے جانے والا وقت مقرر ہے۔ اُس دن اعزائیل جس کے بارے میں سُنا کرتے تھے۔ اپنی شکل آن دکھاتا ہے۔ وہ ہڈیوں کو توڑ توڑ کر یعنی اذیت دیکر جان نکالتا ہے۔ ارے بھائی! اپنے جان و دل کو سمجھاؤ کہ موت کا وقت ٹالا نہیں جا سکتا۔ انسانی جان ایک دُلہن ہے اور موت اُس کا دُلہا، جو اُسے ضرور بیاہ لے جائے گا۔ تو خود وقت رخصت یہ کس سے گلے لگ کر روئے گی۔

کیا تو نے نہیں سُنا کہ پُل صراط بال سے بھی باریک ہے؟ بابا فرید سمجھاتے ہیں کہ درویشی یا فقری پُل صراط کی طرح ہی کٹھن راہ ہے۔ جس پر چلنا بہت ہی مشکل ہے۔ اے فرید! تمہارے کانوں میں آوازیں پڑ رہی ہیں کہ تو اپنے آپ کو یوں نہ لٹا۔ یعنی تجھے برائیوں اور گناہوں سے بچنے کے لئے گورو اور پیغمبر نصیحتیں کر رہے ہیں۔ تو اُن کی طرف متوجہ ہو اور اپنی زندگی کو بے کار ضائع نہ کر۔

۲۔ فریدا در درویشی گاکھڑی چلاں دنیا بھت
بنھ اٹھائی پوٹلی کینھے وکجھاں گھت.....

اے فریدا تو درویشی کے مشکل ترین راستے کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ دنیاداری کی راہ پر بھی گامزن ہے۔ تو نے تو دنیاداری کی گٹھڑی سر پہ اٹھالی ہے۔ پسے چھوڑ کر اب تو کہاں جا سکتا ہے یعنی دنیا سے منہ موڑنا اور لالچ کو چھوڑنا آسان کام نہیں ہے۔

۶۔ فریدا جے توں عقل لطیف کالے لکھ نہ لیکھ
آپنڑے گریوان میں سر نیواں کر دیکھ

اے فریدا اگر تو عقلمند ہے تو دوسروں کی برائیوں پر تنقید نہ کر۔ ان کی عیب جوئی نہ کر۔ بلکہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہ تجھ میں کتنے عیب ہیں......

۷۔ فریدا جو تیں مارن مکیاں تنہاں نہ مارے گھم
آپنڑے گھر جا ئیے پیر تنہاں دے چم.....

اے فریدا اگر تجھے کوئی مارے تو بدلے میں تو اس پر ہاتھ نہ اٹھا۔ بلکہ ان کے قدموں کو چومے اور اپنے گھر کو چلا جا۔ یعنی اگر کوئی دکھ دے تو بدلے میں اسے دکھی نہ کر....

۹۔ دیکھ فریدا جو تھیا داڑھی ہوئی بھور
اگو نیڑا آیا پچھا رہیا دور....

اے فریدا دیکھ لے۔ اب تو داڑھی سفید ہو چکی ہے۔ یعنی بوڑھاپا آچکا ہے۔ موت قریب ہے اور بچپن بہت دور جا چکا ہے.... ....

۱۰۔ فریدا خاک نہ نندیئے خاکو جیڈ نہ کوئے
جیوندیاں پیراں تلے مویاں اوپر ہوئے

اے فریدا مٹی کی برائی نہ کر۔ مٹی ایسی چیز کوئی بھی نہیں ہے۔ جب ہم زندہ ہوتے ہیں تو یہ ہمارے پاؤں تلے ہوتی ہے اور مرنے کے بعد ہمارے اوپر۔

۱۸۔ فریدا جا لبھ تاں نیہوں کیا، لبھ تاں کوڑا نیہوں
کچر جب لگ نبھے چھپر ترٹے میہوں

اے فرید! اگر تو خدا کی بندگی کسی لالچ کی وجہ سے کرتا ہے تو یہ حقیقی عبادت نہیں ہے۔ جب
تک من میں لالچ ہے تو خدا سے پیار جھوٹا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کسی ٹوٹے پھوٹے چھت سے
اگر بارش کا پانی ٹپکتا رہے تو ایسی چھت کے نیچے کتنی دیر گزر ہو سکتی ہے۔

۲۰۔ فریدا جنگل جنگل کیا بھویں ون کنڈا موڑیں
وسی رب ہیالیے جنگل کیا ڈھونڈیں

اے فرید! جنگلوں میں پھرنے سے کیا حاصل ہوگا۔ جنگل جنگل پھرنے سے تجھے خدا نہیں ملے گا
وہ تو تمہارے دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو اسے جنگلوں میں تلاش نہ کر۔

۲۱۔ فریدا راتیں وڈیاں دکھ دکھ اٹھن پاس
دھرگ تناں دا جیویا جناں وڈانی آس

اے فرید! لمبی راتوں میں جسم کا انگ انگ دکھنے لگتا ہے۔ کسی غیر کی آس لگائے رہنے
سے انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ یعنی جو لوگ غیروں پر تکیہ کرتے ہیں، کسی بیگانے کی آس امید
پر جیتے ہیں، اُن کا جینا تو ایک لعنت ہے۔ باباجی کا ارشاد ہے کہ صرف ایک خدا پر بھروسہ کیا جائے
اور اُسی پر تکیہ کیا جائے۔

۲۲۔ فریدا لوڑے داکھ بجوریاں ککر بیجے جٹ
ہنڈے اُن کتائیں دا پیدا لوڑے پٹ

اے فرید! عبادت کے بغیر سکھی جیون کی امید رکھنا اُس جاٹ کی مانند ہے جو بوتا کیکر
ہے اور بجوڑ کے علاقہ کا بڑھیا انگور کھانا چاہتا ہے۔ ساری عمر اُون کاتتا رہتا ہے۔ لیکن پہننے

کے لئے ریشم چاہتا ہے۔

۲۴۔ فریدا گلیئے چِکڑ دُور گھر نال پیارے نیہوں
چلاں تاں بھجے کمبلی رہاں تاں تُٹے نیہوں

اے فریدؒ! محبوب کا گھر دُور ہے اور گلی میں کیچڑ ہے۔ اگر میں اپنے محبوب سے ملنے کو جاتا ہوں تو بارش کی وجہ سے میری کمبلی بھیگ جاتی ہے اور نہ جاؤں تو میرا پیار ٹوٹ جاتا ہے بابا فریدؒ فرماتے ہیں کہ یہ دُنیا ایک گلی ہے۔ جس میں لالچ، بُرائی اور کئی دنیا دی گناہوں کا کیچڑ ہے جو محبوبِ الٰہی سے ملنے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ یعنی یہ چیزیں خُدا کی عبادت سے انسان کو دُور رکھتی ہیں۔ اور اِن چیزوں سے ہر انسان کا واسطہ پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر انکی جانب توجہ مرکوز نہ رہے تو خدا روٹھ جاتا ہے۔

۲۵۔ بھجو سجو کمبلی اللہ ورسو مینہوں
جائے ملاں تِناں سجناں تُٹو ناہیں نیہوں

میری کمبلی بے شک بھیگ جائے۔ اللہ تعالیٰ امبینہ بھی برساتا رہے۔ میں تو اپنے ساجن سے ضرور ملوں گا۔ تاکہ میرا پیار ٹوٹ نہ جائے۔ یعنی بلاشک دُنیا برائیوں کا گھر ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ خُدا سے سچی لَو لگاتے ہیں۔ اُن کے راستے میں نفس پرستی اور دوسری دُنیا دی بُرائیاں حائل نہیں ہوتیں۔

۲۶۔ شکر کھنڈ نِوات گُڑ ماکھیوں ما جھا دُدھ
سبے وستو مٹھیاں رب نہ پُجن تُدھ

شکر، کھانڈ، مِصری، گُڑ، شہد اور بھینس کا دُودھ یہ سب چیزیں بہت میٹھی ہیں لیکن اے خدا تیرے نام کی مِٹھاس اِن سب سے زیادہ ہے۔

۲۸۔ فریدا روٹی میری کاٹھ کی لاون میری بھکھ
جناں کھادی چوپڑی گھنے سہن گے دکھ

اے فرید! میرے پاس کھانے کے لئے روٹی کاٹھ کی ہے اور بھوک میرا سالن ہے اور جو لوگ دنیا میں لذیذ پکوان کھاتے ہیں۔ انھیں اتنے ہی زیادہ دکھ جھیلنے پڑتے ہیں۔ یعنی اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روکھی سوکھی روٹی زیادہ بہتر ہے۔ نیک کمائی سے حاصل کردہ سادہ روٹی زیادہ تسکین دیتی ہے۔ اس سے زندگی سنورتی ہے۔ انسان خوش و خرم رہتا ہے۔ لیکن اگر غلط کمائی سے لذت بخش کھانے کھائے جائیں۔ تو انسان دکھی رہتا ہے۔ ایسے کھانوں کا چسکا انھیں خوار کر دیتا ہے

۲۹۔ رکھی سکھی کھائے کے ٹھنڈا پانی پی او
فریدا دیکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائے جی او

اے فرید! اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی روکھی سوکھی روٹی کھا کر ٹھنڈا پانی پی لے اور اسی پر قناعت کر۔ دوسروں کی لذیز روٹی دیکھ کر اپنا دل نہ ترسا

۳۰۔ جوبن جاندے نہ ڈراں جے سوہ پریت نہ جائے
فریدا کتی جوبن پریت بن سک گئے کملائے

اے فرید! مجھے جوانی کے گزر جانے کا ڈر نہیں ہے۔ اگر محبوب سے میرا پیار سلامت رہے اس کے ٹوٹ جانے کا خدشہ نہ ہو تو بلاشک میری جوانی بیت جائے۔ پیار کے بنا کتنی ہی جوانیاں سوکھ کر مرجھا گئی ہیں۔

۳۶۔ برہا برہا آکھیے برہا توں سلطان
فریدا جت تن برہا نہ اوپجے سو تن جان مسان

اے فرید! سبھی جدائی کو کوستے ہیں۔ لیکن تیرے لئے تو جدائی سلطان ہے۔ برہا سے

بڑی چیز کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ جس شریر میں برہا کی پیڑا نہیں ہے۔ جدائی کا غم نہیں ہے۔ وہ

کسی شمشان یا قبرستان سے کم نہیں۔ ۔۔

۳۸۔ فریدا چار گوایا ہنڈ کے چار گوایا سم
لیکھا رب منگیسیا توں آہوں کیہڑے کم

اے فرید! دن کے چار پہر تو تو نے دوڑ دھوپ میں اور رات کے چار پہر سو کر گنوا دیئے۔ خدا تجھ سے حساب مانگے گا کہ تو دنیا میں کس کام کے لئے آیا تھا۔ تو تو کیا جواب دے گا؟

۴۲۔ فریدا بار پرائے بیٹھنا سائیں مجھے نہ دہ
جے توں ایویں رکھسی جیئو سریر دا لیہہ

اے فرید! اپنے خدا سے کہہ (اس دنیاوی عیش و آرام کی خاطر) مجھے پرائے در پر بیٹھنا نصیب نہ کر۔ اگر تو نے مجھے غیر کا محتاج رکھنا ہے تو میرے جسم سے جان نکال لے۔ یعنی دوسروں کا محتاج بننے سے تو موت اچھی ہے۔

۴۹۔ فریدا دیکھ کپاہے جو تھییا سرے تھییا تِلاہ
کماد ے ار کاغدے کنّے کونیلہا ہ
مندے عمل کریندیاں ایہہ سجائے تِناہ

اے فرید! دیکھ، کپاس کو جب بیلنے میں ڈالا جاتا ہے تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب تِلوں کو کولھو میں ڈالا جاتا ہے تو ان پر کیا بیتی ہے۔ یوں ہی گنے، کاغذ مٹی کی ہانڈی اور کوئلوں کا بھی یہی حشر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی سزا ان لوگوں کو بھی ملتی ہے جو بُرے اعمال کرتے ہیں۔

۵۹۔ فریدا جنی کمیں ناہیں گن تے کھڑے وِسار
مت سرمندہ تھیوہی سائیں دے دربار

اے فرید! بُرے کام چھوڑ دے۔ ان سے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ ایسا نہ ہو کہ تمھیں مالک کے دربار میں شرمندہ ہونا پڑے۔

۶۰۔ فریدا صاحب دی کر چاکری دِل دی لاہے بھراند
درویشاں نوں لوڑیئے رُکھاں دی جیرا ند

اے فرید! نفس پرستی چھوڑ دے۔ دُنیاوی سکھ آرام بھول جا۔ اپنے دل سے ایسے بھرم نکال [illegible] اور صرف خدا کی عبادت کر۔ سچّی عبادت ہی درویشی ہے۔ اور درویشوں کا حوصلہ درختوں کی طرح بلند ہونا چاہیئے۔ مضبوط ہونا چاہیئے۔ بالکل درختوں کی جڑوں ایسا۔

۶۱۔ فریدا کالے میڈے کپڑے کالا میڈا ویس
گنہیں بھریا میں پھراں لوک کہے درویش

تیرے کپڑے کالے ہیں۔ پورا پیراہن ہی کالا ہے۔ اور تو گناہوں سے بھرا ہوا ہے پھر بھی اے فرید! لوگ تجھے درویش کہتے ہیں۔ اس شلوک میں بابا جی کی انکساری دیکھیئے۔

۷۰۔ فریدا بے نواجا کتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کب ہی چل نہ آیا ستیجے وقت مسیت

بابا فریدؒ اپنے آپ کو کوستے ہوئے کہتے ہیں کہ تو بے نماز رہتا ہے۔ بے نماز رہنا کوئی بھلی ریت نہیں ہے۔ نماز تجھ پر خدا نے فرض قرار دی۔ اور تو ایسا گناہ گار ہے۔ جو نماز پنجگانہ ادا کرنے کے لئے مسجد تک نہیں آتا۔ اس شلوک میں بابا جی یہ سمجھاتے ہیں کہ احکاماتِ خداوندی پر عمل نہ کرنا گناہِ عظیم ہے۔ ایسے شخص اور کتّے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۷۱۔ اُٹھ فریدا اُجُو ساج صبح نواج گزار
جو سر سائیں نہ نِوے سو سر کپ اُتار

اے فرید! اُٹھ۔ نیند سے بے دار ہو، وضو کر اور صبح کی نماز ادا کر۔ جو سر خدا کے آگے نہیں جھکتا۔ اُسے کاٹ دو۔

۷۲۔ جو سر سائیں نہ نِوے ہو مرتِ کیجے کائیں
کُنے ہیٹھ جلائیے بالن سَندے تھائیں

جو سر اپنے رب کے آگے نہ جھکے، اُسے سجدہ نہ کرے۔ اُسے کیا کرنا چاہیئے؟ اس کا جواب بھی بابا فریدؒ آپ یوں فرماتے ہیں کہ وہ سر ہانڈی پکانے کے لئے چولہے میں بالن کے طور پر جلانا چاہیئے۔

۷۳۔ فریدا کتھے تینڈے ماپیا جنّی توں جنیوں ادے
تیں پاسوں اوہ لد گئے توں اجے نہ پتّی نوے

اے فرید! تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟ جنہوں نے تمہیں جنم دیا۔ وہ تو تجھ سے کب کے جدا ہو چکے ہیں۔ کیا تجھے ابھی یقین نہیں ہوتا۔ یعنی یہ دُنیا فانی ہے۔ اگر ماں باپ چلے گئے ہیں تو تجھے بھی موت کا جام پینا ہوگا۔ یہ دستُورِ جہاں ہے۔

۷۴۔ چلن جین رتن سے سنیر بہہ گئے
ہیڈے متی دھاہ سے جانی چل گئے

بابا فریدؒ ضیعف العمری کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جوانی میں جن اجزا پر انسان کو بڑا گمان ہوتا ہے۔ وہی بڑھاپے میں اُس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ ٹانگیں، دانت آنکھیں اور کان یعنی چلنے پھرنے، چبانے، دیکھنے اور سُننے کے اجزا بے کار ہو جاتے ہیں۔ اپنی طاقت

کھو بیٹھتے ہیں۔ انسان اپنی ناتوانی پر آنسو بہاتا ہے۔ جسم چلاتا ہے کہ اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے ہیں۔ اس لئے اے انسان! تجھے کسی بھی بات کا گھمنڈ نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا کی ذات بڑی بے نیاز ہے

۸۰۔ فریدا بُرے دا بھلا کر غصّہ من نہ ہنڈائے
دیہی روگ نہ لگئی پلّے سب کچھ پائے

اے فرید! بُرے انسان سے بھی بھلائی کر۔ غصّے کو من میں پناہ نہ دے۔ یہ بُری چیز ہمیشہ کے لئے تھوک دے۔ ایسا کرنے سے تمہارا جسم بیماریوں سے پاک رہے گا اور تمہارے پاس سب کچھ محفوظ رہے گا۔ اچھائیوں کا خزانہ ہمیشہ تمہارے پاس بھرا رہے گا۔ تمہارا جیون سنور جائے گا۔

۸۱۔ فریدا میں جانیاں دُکھ مُجھ کو دُکھ سبایئے جگ
اُوچے چڑھ کے دیکھیا تاں گھر گھر ایہا اگ

اے فرید! تم نے سمجھا تھا کہ ایک تو ہی دُکھی ہے۔ پر دُکھی تو سارا جہاں ہے۔ اور جب تو نے ذرا اوپر اُٹھ کر دیکھا۔ دنیا کی طرف نظر کی۔ بڑے غور و فکر سے مشاہدہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ آگ تو ہر گھر میں لگی ہوئی ہے۔ یعنی ہر انسان دُکھی ہے۔

۸۲۔ فریدا ایہہ تن بھونکناں نت نت دُکھیے کون
کنّی بُجے دے رہاں کتّی وَگے پون

اے فرید! یہ جسم تو بھونکتا رہتا ہے۔ کون روز روز اس کے بھونکنے سے دُکھی ہوتا پھرے تو کانوں میں روئی ڈال لے تاکہ تو یہ شور سن ہی نہ سکے۔ بابا فرید! نفس پر قابو پانے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسانی جسم دنیاوی خواہشات سے بھرا ہے۔ یہ نفسیاتی خواہشات ہر وقت انسان کو تنگ کرتی رہتی ہیں۔ لیکن نفس پر قابو پانے سے اور اپنی خواہشات کو نظر انداز کرنے سے ہی انسان کا

گزر ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ جس نے اپنے نفس پر قابو پا لیا۔ اُس نے خدا کو پا لیا۔

۹۰۔ فریدا تن سکا پنجر تھیا تلیاں کھونڈیں کاگ

ایجے سو رب نہ بوہڑیا دیکھ بندے کے بھاگ

اے فریدؔ! تو یادِ الٰہی میں اِس قدر کھو چکا ہے کہ تمہارا تن سوکھ کر ایک پنجر کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کوّے تمہارے تلوے نوچ رہے ہیں۔ پھر بھی تو اپنی قسمت دیکھ کر اب بھی تجھے اپنے رب کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔

۹۱۔ کاگا کرنگ ڈھنڈولیا سگلا کھایو ماس

ایہہ دو نیناں مت چھوہو پِر دیکھن کی آس

اے کوّے! تو نے تو میرے جسم کا پنجر چھان مارا ہے۔ اور سارا گوشت کھا ڈالا ہے لیکن اِن دو آنکھوں کو نہ چھونا۔ کیوں کہ اِنہیں اپنے پیارے محبوب (خدا) کے دیدار کی آس ہے۔

۹۲۔ کاگا چونڈ نہ پنجرہ بسے تاں اُڈر جاہے

جت پنجرے میرا شوہ بسے ماس نہ تِندو کھائے

اے کوّے! میرا جسم جو ہڈیوں کا ایک پنجر بن چکا ہے۔ اِسے اور نہ نوچ تو اب اُڑ جا کیوں کہ یہ تو تیرے بس میں ہے۔ اِس پنجر میں تو میرا محبوب بسا ہے۔ اِس لئے اِس کا گوشت کھانا تیرے لئے اچھا نہیں ہے۔

۹۳۔ کندی اُتے رُکھڑا کچرک بنے دھیر

فریدا کچے بھانڈے رکھیئے کچر تائیں نیر

دریا کے کنارے لگا درخت کتنی دیر کھڑا رہ سکتا ہے۔ اسی طرح اے فریدؔ! کچے برتن میں پانی کتنی دیر ٹھہر سکتا ہے۔ بابا جیؔ نے انسانی جسم کو کچا برتن کہا ہے کہ اِس میں روح کتنی دیر بسیرا کرے

گی۔ آخر اُس نے اس مٹی کو چھوڑ جانا ہے۔ انسانی جسم کی طاقت لمحہ بہ لمحہ ذائل ہوتی ہے اور موت کی ندی اِسے ایک نہ ایک دن ضرور بہالے جائے گی۔

۹۷۔ فریدا محل نِسّکھن رہ گئے واسا آیا تل
گوراں سے نا نیاں بہسن روحاں مل
آکھیں سیخا بندگی چلن اج کہ کل

اے فریدا موت کے آنے پر محل خالی رہ جاتے ہیں۔ اور ان محلوں کو چھوڑ کر انسان کو زمین کے نیچے بسیرا کرنا پڑتا ہے۔ پھر قبروں میں روحیں اپنا ٹھکانا بنا لیتی ہیں۔ اے شیخ! تو بھی خدا کی سچی عبادت کر۔ کیوں کہ تجھے بھی آج یا کل اِس جہانِ فانی سے جانا ہے۔

۱۰۶ فریدا تِنا مکھ ڈراوّنے جنّا وسارئین ناؤں
ایتھے دُکھ گھنیرے اگے ٹھور نہ ٹھاؤں

اے فریدا جو خدا کا نام لینا چھوڑ دیتے ہیں، اُسے بھول جاتے ہیں۔ اُن کے منہ بھدّے اور ڈراؤنے سے لگنے لگتے ہیں۔ انھیں اِس دنیا میں بھی بے شمار مصیبتوں کو جھیلنا پڑتا ہے اور اُس دنیا میں بھی اُن کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا۔

۱۰۷ فریدا پچھل رات نہ جاگیوں جیوندڑو موئیوں
جے تیں رب وساریا تاں رب نہ وسریوں

اے فریدا اگر تو رات کے پچھلے پہر نہ جاگے۔ یعنی علی الصبح اُٹھ کے خدا کی عبادت نہیں کرتا تو تیری زندگی ایک مُردے کے برابر ہے۔ تو اِس طرح جیتے جی ایک مرا ہوا انسان ہے۔ اگر تو نے خدا کو بھلا ڈالا ہے۔ لیکن خدا نے تجھے نہیں بھلایا ہے۔ یعنی پروردگار تیرے اعمال پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔

115 صبر مُنجھ کمان اے صبر کا نی ہسنو
صبر سندا بان، خالق خطا نہ کرئی

جس شخص کے دِل میں صبر کی کمان ہو، صبر کا چلّہ ہو (کمان کو جوڑنے والا دھاگہ) اور صبر کا ہی تیر ہو تو خدا اُس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ بابا فریدؒ فرماتے ہیں کہ خداوند برحق صبر کا پھل ضرور دیتا ہے۔

117 صبر ایہو سواد جے توں بندہ دِڑھ کرے
ودھ تھیوے دریا ٹُٹ نہ تھیوے واہڑہ

اے بندے! صبر ہی زندگی کا حاصل ہے۔ اگر تو صبر پر کامل یقین رکھے گا تو تو ایک دریا کی صورت اختیار کرے گا۔ یعنی با صبر زندگی سے تو ساری دُنیا کا پیار پائے گا۔ تیرا دِل دریا ہو جائے گا۔ اس کے برعکس جو تو صبر کا دامن چھوڑ دے گا تو ایک چھوٹے نالے کی مانند ہو جائے گا۔

124۔ سرور پنکھی ہیکڑو پھاہی وال پچاس
ایہہ تن لہری گڈ تھیا سچے تیری آس

اس دُنیا دی تالاب میں انسان اکیلے پنچھی کی طرح ہے۔ اور اسے اپنے جال میں پھانسنے والی پچاسوں بُرائیاں ہیں۔ دوسرے مصرعے میں بابا فریدؒ خود سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ تیری زندگی اِن گناہوں کی لہروں میں پھنسی ہوئی ہے۔ اے سچے رب! ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اب تجھ بن کوئی نہیں ہے۔

126۔ کوّن سو اکھر، کوّن گن، کوّن سو منیاں منت
کوّن سو ویسو ہو کری جت وس آوے کنت

وہ کون سا حرف ہے۔ کونسا وصف ہے، کون سا منتر ہے اور وہ کون سا روپ ہے جس کے عمل میں لانے سے میرا محبوب میرے بس میں آجائے۔

۱۲۷۔ نِیوّن سو اکھر، کھوّون گُن، جِہبا مَنیاں منت
ایہ ترے بھینیں ویس کر، تاں وس آوی کنت

اے بھینا! نرمی اور حلیمی وہ لفظ ہے، برداشت کرنا وہ وصف ہے اور میٹھا بول! وہ بڑا منتر ہے۔ جس کی وجہ سے تو اپنے محبوب کو اپنے بس میں کر سکتی ہے۔ باباجی نے ان دونوں شلوکوں میں بیوی اور خاوند کے تعلقات کی مثال دیکر سمجھایا ہے کہ جس عورت میں یہ تینوں خوبیاں ہوں گی وہ اپنے خاوند کا پیار حاصل کر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ اچھائیاں انسان میں ہوں، تو وہ خدا کو پا سکتا ہے۔

۱۲۸۔ مت ہوندی ہووے ایانا، تان ہوندے ہووے نِتانا
ان ہوندے آپ ونڈائے کوئی ایسا بھگت سدائے

جو انسان عقل مند ہوتے ہوتے بھی انجان بنا رہے۔ اپنی عقل و فہم پر غرور نہ کرے۔ طاقتور ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کمزور سمجھے، یعنی اپنی طاقت کا بے جا استعمال نہ کرے۔ اور کچھ پاس نہ ہونے ہوتے بھی، اپنا سب کچھ دوسروں کے لئے وقف کر دے۔ وہی سچا بھگت کہلاتا ہے۔

۱۲۹۔ اک پِھکا نہ گالائے سبھناں میں سچا دھنی
ہیاؤ نہ کیہی ٹھاہے، مانک سب امولوے

ایک بھی کڑوا بول نہ بول۔ سب انسانوں میں سچا مالک بس رہا ہے۔ کسی کا دل نہ دکھا کیونکہ انسانی دل انمول موتی ہیں۔

۱۳۰۔ سبھناں من مانک، ٹھاہن مول مچانگوا۔ جے تو پریا دی سِک، ہیاؤ نہ ٹھاہے کہیں دا!

سب جانداروں کے دل موتیوں ایسے قیمتی ہیں۔ کسی کو دکھ دینا اچھا نہیں۔ اگر تجھے اپنے پیارے رب سے ملنے کی لگن ہے۔ تو کسی کا بھی دل نہ دکھا۔

آسا شیخ فریدؒ

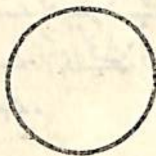
نوٹ * گورو گرنتھ صاحب میں بابا فریدؒ کا یہ کلام بھی درج ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں درج سارا کلام موسیقی کے مختلف راگوں کی بنا پر ترتیب دیا گیا ہے۔ چنانچہ شیخ فریدؒ کا یہ کلام آسا راگ میں ہے *

دِلہوں محبّت جِن سے ای سچیّا
جن من ہور مکھ ہور سے کانڈھے کچیّا

جو سچّے دِل سے لو لگاتے ہیں۔ وہی خدا کے سچّے عاشق ہیں۔ جن کے دِل میں ایک بات اور زبان پر دوسری بات ہو۔ وہ کچّے عاشق ہیں۔

رتّے عشق خدا ئے رنگ دیدار کے
وِسریا جِن نام تے بھوئے بھار تھئے

سچّے عاشق خدا کے دیدار کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور جھوٹے عاشق خدا کو بھول کر اِس زمین پر ایک بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ ا ــ رہاؤ (رہاؤ سے مراد یہ ہے کہ ذرا رکو۔ اور شعر کے مفہوم پر غور و فکر کرو)



آپ لئے لڑلائے دردرویس سے
تِن دھن جنیندی ماؤ آئے سپھل سے

وہ درویش جو سچے عاشق ہیں۔ انھیں اپنے محبوب (خدا) نے اپنے دامن میں سمولیا ہے۔ یعنی اپنا بنالیا ہے۔ ایسے درویشوں کو جنم دینے والی ماں خوش قسمت ہے اور ان کا دنیا میں آنا ایک نیک فعال ہے۔



پروردگار اپار اگم بے انت توں
جنہاں پچھاتا سچ چماں پیر موں

اے پروردگار! تو مختارِ کل ہے۔ تجھ تک کسی کی پہنچ یا رسائی نہیں۔ اور تیرا کوئی انت نہیں پا سکتا۔ جن لوگوں نے تیری حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ میں ان کے قدم چومتا ہوں۔



تیری پناہ خدائے توں بخشندگی
شیخ فرید ے خیر دیجے بندگی

اے خدا! تیرا ہی آسرا ہے۔ تو ہی بخشنے والا ہے۔ شیخ فریدؒ کو بھی یہ بھیک دے کہ وہ تیری بندگی کرتا رہے۔